



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 کیا فرمائیے اس علماء کرام اس مسئلے میں کہ مثلاً زید نے عمرو سے کھار کر لیا، گاڑی خریدی اور
 اور اسکو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے دیے، عمرو نے چار لاکھ میں نقد پر گاڑی خریدی اور زید
 کو چھ لاکھ میں قسطوں پر بیچی اب پوچھنا یہ ہیکل (۱) پر رقم (ایک لاکھ ساٹھ ہزار) ایدوائس ہے
 یا وکالت (۲) اور اسطر: بیع کرنا جائز ہے یا نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 المسئله
 بعزت شہید معظم

۵۳۱۳-۵۶۹۵۵۹۸

۵۳۲۲-۵۶۹۵۵۹۸

تنقیح: مستفنی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس نے گاڑی
 توکل ہی کیلئے خریدی تھی اور اس نے بیسوں کے
 ساتھ اپنے سے ملا کر خریدی تھی۔
 زید نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار اشدال رقم دی کہ بقیہ رقم بعد میں دھونگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الجواب حاداً وصدیقاً

صورت مستوکہ میں عمرو، زید کی طرف سے گاڑی خریدنے کا ذمہ لے لیا، زید نے جو ایک لاکھ
 ساٹھ ہزار روپے عمرو کو دیئے یہ گاڑی کی کل قیمت میں سے بطور ایدوائس کے شمار ہونگے۔
 عمرو (ذمہ دار) نے چونکہ گاڑی چار لاکھ کی خریدی ہے اور ان میں سے اس نے زید (توکل) کے دینے ہوئے
 ایک لاکھ ساٹھ ہزار ملا کر ادا کئے ہیں تو یہ زید سے صرف وہ رقم وصول کر سکتا ہے جو اس نے
 اپنی طرف سے ادا کی یعنی (دو لاکھ چالیس ہزار)۔ اس سے زیادہ وصول کرتا عمرو کیلئے جائز نہیں ہے۔

إذا ادی الوکیل بالشراء ثمن البیع من مالہ وقبضہ کان لہ
 حق الرجوع علی الموکل. یعنی أن لہ أن یاخذ من الموکل مثل الثمن
 الذی آداه..... لو اشتری الوکیل بثلثین حال تم اجل البائع

الثن نلوکیل أن یطلبہ من الموکل لبقیہ
 (شرح الجملة لرستم باز: کتاب الوکالة المایة: ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹)

۸۳، ۸۳، ۸۳
 دارالکتب العلمیة

فإذا دفع الوکیل بالشراء الثمن من مالہ وقبضہ البیع

فلا یرجع بہ علی الموکل لأنه انعقدت بیعاً مبارکة مکمّیة.

(الحدایة، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ۳/۱۹۵، ۱۹۵، ۱۹۵)

(..... جاری ہے)

(وكذا في الباب في شرح الكتاب، كتاب الوكالة ٢٠ / ٦٩، قسمي)
(وكذا في برزخ الصانع كتاب الوكالة ٥ / ٣٦، شديدة)
المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين و
استيفائه والمال الذي قبضه الوكيل يقبض العين بحسب وكالته هو
في حكم الوديعة بيد الوكيل.

(شرح المجلة لرستم باز، المادة ١٤٦٣، ٢ / ٨٢، در الكتب العلمية)
الوكيل لشراء شيء بعينه لا يملك أن يشتريه لنفسه وإذا اشترى
يقع الشراء للموكل، لأن شراؤه لنفسه عزل نفسه عن الوكالة وهو لا يملك
ذلك إلا بمحض من الموكل كما لا يملك الموكل عزله إلا بمحض من علم ما ذكره
في موضعه الشراء الله تعالى.

وأما الوكيل بشراء شيء غير عينه إذا اشترى يكون مشتريا لنفسه إلا
أن ينويه للموكل وجملة الكلام فيه أنه إذا قال: اشتريته لنفسي وصدقه
الموكل فالمشترى له. وإذا قال الموكل: اشتريته لي، وصدقه الوكيل والمشتري
للموكل، لأن الوكيل بشراء شيء غير عينه يملك الشراء لنفسه كما يملك للموكل
فاحتل شراؤه للموكل فيحكم فيه التصديق فيحمل على أحد الوجهين بتصادفهما.
ولو اختلفا فقال الوكيل: اشتريته لنفسي، وقال الموكل: اشتريته
لي يحكم فيه الثمن فإن أذى الوكيل الثمن من دراهم لنفسه فالمشترى له وإن
أداه من دراهم موكله، فالمشترى للموكل لأن الظاهر لقد الثمن من مال من
بشترى له فكان الظاهر شاهدا للثمن فكان صادقا في حقه.

(بدائع الصنائع كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ٥ / ٣٣، شديدة) فقط

والله تعالى أعلم بالصواب
كتبه: محمد راشد روسكوي
المختص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفارسية بکراتشي
٥ / ١٩ / ١٤٣٠ هـ

الجواز
منظر



دعوات صحیح
مجلس
٥ / ١٣ / ١٣٠٠